



بس نہی اچانک

عالیہ چرا

سنتا تھا وہ بھی سب سے پرانی کہانیاں
شاید رفاقتوں کی ضرورت اُسے بھی تھی

امی نے جونہی بچن میں جھانکا ان کا خون کھول
اٹھا۔ بچن کا وٹنر پر نرے میں چائے کے کپ رکھے
تھے جن سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ قریب ہی سمو سے
اور چپس کی پلیٹس تھیں اور خود غبرین تیزی سے
چائے کی لیٹل چمکا رہی تھی۔
”پہلے یہ چائے اندر پہنچادے نامراد پھر پتی کو
غسل دیتی رہنا۔“
”بس امی! دو منٹ! ہاتھ کے ہاتھ کام نہ سنانا
چاہئے۔ شازیہ جو ہدیری کی ہیروئن بھی تو.....“
”آگ لگے تیرے افسانوں کو اور ان کی
ہیروئنوں کو کم بخت یہ تو دیکھ اندر آئے مہمانوں کو
گفتنی دیر ہوگئی ہے بیٹھے ہوئے۔ پہلے موسیٰ نے دیر
کر دی سو نے پہ سہاگرہ تو نے کر دیا۔ چل جاڑے
لے کر۔“ انہوں نے اس کی ساری خوشی پر پانی
پھیر دیا۔

”امی! آپ بھی بس نا۔“ شا کی نظروں سے
دیکھا۔ جو اب اُمی نے کھا جانے والی نظروں سے
دیکھا اور وہ ٹرے اٹھا کر باہر نکل گئی جہاں امی کی
سہیلی مع اپنے تین بچوں کے آئی ہوئی تھیں۔
آج کل اس پر گھرداری کا بھوت سوار تھا۔ چن
دین پہلے ہی بی بی اے کے پیرز دے کر فارغ ہوئی
تھی۔ رسالے پڑھ پڑھ کر اسے بھی شوق ہوا
افسانوی ہیروئن بننا جائے۔ سنا پڑھا تھا کہ
سلیقہ مند صوم و صلوٰۃ کی حامل لڑکیوں کو سب پسند
کرتے ہیں۔ ان کے رشتہ بھی جلدی طے ہو جاتے
ہیں ایسی لڑکیاں آئیڈیل ہوتی ہیں اور دور پار کے
رشتہ دار جب ان کے ہاں آ کر قیام فرماتے ہیں تو
انہیں ایسی لڑکیوں سے محبت ہو جاتی ہے۔
وہ سوچتی اور اندر ہی اندر شرماتی کہ اس کے
خوابوں کا شہزادہ بس ابھی آیا ہی چاہتا ہے۔

دوسرے دن اور میں فوراً ہی حلق مشق ہونا چاہتی تھی۔ اچھا تھین کے چکر میں سب پوچھا۔ "اگر وہ جاتا۔ تو اسے بڑی آہٹیں پہنچتی تھیں۔" سارا حلقہ حلقہ کی گئی۔ اس سے چھوٹی فریج بھی پھر وہ چھوٹے بھائی تھے دوڑتے۔ یہ۔ بڑی جادوئی شادی ہو چکی تھی اور وہ اپنی بیگم کے ساتھ الگ رہتے تھے۔ اس چھوٹے سے چار کمروں والی بارائیک روم اور چھوٹے سے صحن والے کمر میں جبکہ بھائی کا دل ہی نہیں کا لکڑا ہے اب اس کے ایک خالی فلیٹ کو لے کر اس میں رہائش اختیار کریں اور اب بھی کبھی ملنے آتے تھے۔

چھوٹے بھائی تو شادی کے کام سے عیا ہر جاتے تھے۔ ابو بیگم میں جا پڑتے تھے۔ وہ چھوٹے بھائی پر جہالتے فریج انٹر میں تھی۔ آپا موجود نہیں ان کی موجودگی میں بھی کچن میں کچھ پکانے کی خواہش ہوتی نہ شوق تھا۔ ان اور وہی معروف چینی رہتیں اور طرح طرح کے کھانے پکاتی تھیں۔ اگر فریج ان کے ساتھ مل جاتی اس کا تو سہا لی ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ہاں صفا ضرور کر لیتی تھی یا کبھی کبھی واشنگ مشین لگائی۔ فارغ وقت میں رسالے پڑھا کرتی تھی۔ آپا کی مشینی دو سال پہلے تیار کے گھر ہوئی تھی۔ اور اب اس نے بی بی اسے بھی کر لیا تھا اس کا نہیں رشتہ تھا ملے نہیں ہوا تھا۔ اسے خیر اس بات کی پروا نہیں تھی۔

آج کل وہ اور اس کی دوست سارو خود کو گھر پر اور میں ماہ کر رہی تھیں۔ مشینی اس کی بھی نہیں ہوئی تھی۔ ہاں فریج کے لیے خال لے بہت پہلے ریمان کے لیے ہاں کر رہی تھی۔

□□□□

"حق بی بی کہتا ہے مجھے اتنے کام ایک ساتھ مت لیا کر۔ ایک بھی کام مکمل نہیں ہوتا۔ ایک

بھی تھی۔ حق جی ملتی ہوئی تھی۔ قد بھی خوب۔ رات وہ۔ گھٹے کیا۔ دل تھے۔ میرا وہ خدا۔ ہر وہی وہی ہوا۔ آج کل تو خاور سے کرکٹ لے لیتا شریعت ہوتی تھا خاور اور مہر کی ایک ساتھ مل کر ہوتی ہیں۔ خاندان میں بی بی کی دل نہیں چھو۔ بی بی خاندان میں بی بی کی گئی۔ منور اور فریج مہر کے لیے باہری تھی۔ غور ہے باتیں۔ بی بی جادوئی تھی اور کئی جادوئی حیرت۔

نئے ہیں آپ کیا ہوا آپ کے کمال صاحبہ کی رشتہ کے بارے میں بتا رہے تھے۔ انہوں نے صحن میں گئے پودوں کی کاٹ پھانٹ رہے تھے۔ بی بی صاحبہ کو دیکھتے۔

انہوں نے دوبارہ بات کی؟
"ہوں۔" ان سے منہ میں پان تھا۔
"تو پھر آپ نے انہیں گھر کیوں نہیں بلایا؟"
"ہوں۔"

"آپ انہیں آج کل میں بالیں۔ نہ نہیں بات سے بات ملتی ہے۔ مہر کے لیے دھوڑا بنے بی بی ہوں اسے جتنے والوں سے۔"

آج کل میں ان کا منہ بند موضوع تھا۔ بے تکان ہوں تھی انہیں اور یہ دیکھتے بغیر کہ خال کا گھر میں ہے یا وہ کس جانب رہنا رکھتا ہے۔

ہوں۔ "وہ کھڑی ایک جانب رکھ کر گھر۔"

ہو۔ "میں کب رہی تھیں؟"

"نیا۔" انہوں نے صاحبہ کی جانب دیکھا۔

بشمار اپنے گھر۔ پتا پوچھا۔ وہ ہاتھ دھو لے گئی۔

بغیر چائے کے۔
"میں چائے تو پتا پوچھا۔"

"میں اب۔" اندر سے آواز آئی۔
"آ کر دوبارہ ان کے پاس تخت پر بیٹھ گئے۔"

بی بی کیا نام دیا۔ وہ کراچیوں نے اخبار لکھا۔

"یا کہہ رہی تھیں آپ۔"

"میں یہ بہرہ رکھی کہ آپ آن اخبار پورا پڑھ کر بی بی اور سے افسیہ کا۔ اگر ایک صفحہ میں چھوڑا۔"

"تو؟" انہوں نے اخبار بنا کر اپنی سلیب کو دیکھا۔ اور پھر بے اختیار ہنس دیئے۔ اس بات کا

شکل تھا کہ انہیں اس بات کا احساس ہے کہ وہ کیا کہہ رہی تھیں اور موضوع سخن پر توجہ نہ دینے پر ناراض ہو گئیں۔

"ظاہر ہے کہ میں خود سے تو اس سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔ اس نے ایک خیال ظاہر کیا تھا۔"

دوبارہ اس نے بات ہی نہیں کی۔

"تو آپ خود سے بات کر لیتے۔ آخر ضرورت تو ہماری ہی ہے۔"

"پھر تم کیوں فکر مند ہو رہی ہو؟ جب ہوتا ہوگا۔"

دو جاے گا۔ کون سی خاور کی مہر کی جارہی ہے۔"

"خاور کی نہیں مہر کے بارے میں بھی تو سوچتا ہے۔"

اکیسویں سال میں لگتی ہے خاندان میں سے تو۔ "وہ چپ ہو گئیں۔"

"ابو چائے۔" مہر نے میں میں کپ لیے آگئی۔ "الہا چکی والی خوشبودار چائے پیچھے اور پتا ہے ایسی ہے؟"

"یہ تیسرا کپ کب ہے؟"

"ایک ایک کا قرمانی کپ۔ دوسرا آپ کے منیت کے لیے تیسرا امیرا۔" اس نے اپنا کپ اٹھایا۔

"حق بی بی کہتا ہے۔"

"اور انی مجھے بھی تو معلوم ہو کہ مہر یا میں نے سستی اچھی چائے پائی ہے۔" خالد نے بڑی

معصومیت سے کہا کہ انی ابو دونوں ہی ہنس دیئے۔

"یہ تم مجھ سے پوچھ لیا کر ڈھجھتے۔" خالد نے

برکہ میں سفر ہوئی، رتی مہوں۔ یہاں چوہا،
پر سلیقہ ہی ہوں ہی۔ اے نہر۔۔۔ وہی سو
اور کھانی ہوگی۔
سیکھی جاؤں لی آہستہ آہستہ۔۔۔

□□□□

”بابے نہر۔۔۔ سارونے انہوں۔۔۔ دھرت۔
واک نہرت ہوتے غنڈی سالی بھری۔ نہر
افسوس تاک آواز کے ساتھ ٹالی گی۔
”اب تو کاغذ کا راستہ بھی بنا ہو گیا۔ اب نہیں
کہاں ہے افسانوی شہزادہ کے گا اب کہاں
کیونکہ کاغذی محبت۔۔۔
”اور کہاں لٹا ہے غنڈی ان والوں کو بھی میں نظر
نہیں آتی۔“ مگر اس نے اپنی تخیل کو دیکھا،
چارپائی پر بیٹھ گئی۔

”کوئی مجھ سے بڑا ہے بھی تو نہیں۔ سب برابر
کے ہم عمر ہم عمر ہم کاس۔“ انی کہتی ہیں کہ غیر
غیروں میں جایا ہے۔ اور غیر تو لٹا ہے جیسے نہیں
ہمکارا کر۔ جیسا پسند نہیں کرتے۔“ سارو بھی نہ
خیال ہوئی۔

”اور کہاں کی یہ دونوں کو جانے کس طرح
پر لمحہ محبت ملتی ہے۔ کیا ہم لوگ خوب صورت
نہیں۔“

”چہ۔۔۔“ دونوں نے فہم
افسوس کیا، ایک دوسرے کو دیکھا اور چہمکے
نہیں دیں۔

”ہم تو خوب صورت ہیں مگر دیکھنے والی آ
خوب صورت نہیں۔“

”جب سے امی نے ساتھ جا کر بھائی کے ساتھ
ہوئی تھی، جب سے تہ قرار نہیں۔“

”مجھے جاوید کی طرف لے جاؤ میں دینی تو
لوں۔“

”یامین صاحب نے اخبار پڑھتے ہوئے

آکر کپ۔۔۔
”سچ، اتنی اچھی ساری ماتی ہو گئی تو شہر سمجھ لاتی
ہے مجھے۔“ کبکے سب لیا۔
”داؤنچ خراج کیا۔ اتنی اچھی پڑے چوت
سے آیا ہوں۔“

”خاندانہ خاندانہ کے بنے۔“
خاندانہ نے چہ تھے کھنٹ میں آپ خالی کر کے
اب جھاد دیا تھا۔

”چہ۔۔۔“ اے اے افسوس سے دیکھا
اور نہیں دیے۔

”آئندہ وہ اتنی اچھی جائے مت بنانا۔“ دوبارہ
محبت کی جانب رخ کیا اور مہرین اسے جاتے
دیکھے جاری تھی۔

□□□□

انی دو۔۔۔ ”مہرا کر، اندر آئی۔
”ہاں کیا وہ۔۔۔“ کبکے لیا نہ سالن۔ اتنی

بار کہا ہے کہ ایک طرف، جیسا کہ یہاں تک
بہرہ آ رہی ہے۔ کہاں تھی پڑا۔

”وہ۔۔۔“ انی۔ ”سہر چلا لیا۔“ انہیں کیا بتاتی کہ
سالن چہ حاکم اس نے آتا کو نہ جانچا۔ پھر جائے بنا کر

کا دور بھائی کو دی اپنے کمرے میں جا کر الماری
کھولی کسی کپاس سے تو فریج کا کپڑا خراب ہو رہا تھا۔

”لڑائی تو افسانوی محبت۔۔۔“ وہ ہاتھ مار کر ٹھیک
تھوڑی ہوں۔ ان دو ہاتھوں کے چکر میں سالن

بٹل گیا۔ اور۔۔۔ اور اب انی کے وہ ہاتھ اسے
پڑ رہے تھے جو انہیں نے جاتے جاتے اسے جڑ

کے۔
”آف اٹھ۔“ وہم سے صوفے پر مگر اور سر

ہاتھوں میں تمام لپ۔ سلیقہ شعار بننے کے چکر میں
میں کہیں چوہر تو نہیں ہوئی جاری۔ بہر کام خاندانہ

ہو جاتا ہے۔ ”مہلو نہیں ان راتوں کی بیرونی کس
طرح بدی رفتاری سے کام نہ لاتی ہیں۔“ انی؟

ہو جاتا ہے اور انہیں چاہتی رہ رہتی چاہت
اور محبت کے رشتے میں اور رہتے۔
"تم اس سے بات کر رہے ہو۔"
"نہیں۔" "جب میری بات سے اسے دیکھا۔
"فریحت سے بات اس میں۔"
"یہی کہ۔" "سارے سے بھی جواب۔" بن
پڑا۔
"ایوب کے اور میرے درمیان۔" اسے کزن
کے اور کوئی جذبہ نہیں ہے اس سے۔ اسے نہ اور
بات سے کمر میں کزن کے بعد اس سے فریحت کا
مکھیر سمجھتی ہوں اور بہنوئی کا رجب دیتی ہو۔ فریحت
بھی میرے بارے میں پرکمان ہوتی۔ میں اس کی
پرکمانی تو دور کر سکتی ہوں کمر پرکمانی پر یقیناً نہ مہر
نہیں لگ سکتی۔ اس کا انداز سختی اور لہجہ یقینی تھا۔
"اور مجھے ایسی خوش قسمتی نہیں چاہئے جو جدائی کا
راستہ دکھائے۔"
"ہوں۔" "سارے ہونے کچھ۔" جتنے بڑے اسے
دیکھا جو اپنے باپوں کی لکیروں میں گم تھی۔
"آپنی ایک بات کہیں؟" رات بڑے دن
بعد فریحت اس کی قریب بند پر آ کر بیٹھی۔
"ہوں کہیں۔" "آج کل چوتھ اس کا بلوک
منا ہے۔" "نہیں کہتے کہ نہ کر کے اس کی پانچ ستم
ہوتی۔"
"آپ نے اپنی کو انکار کیوں کیا؟"
"فریحت۔" "بجراستہ ب سے اسے دیکھا۔"
"انکار کیوں کیا؟"
"کیا تم میری جگہ ہوتیں تو اقرار کر لیتیں اس
فصل کا کمر بند تھیں جس کے نام کے خواب تہارانی
بہن کی آنکھوں میں روشن ہوں۔"
اس کے ہنکے ہوئے سر کو دیکھتے تھی۔
"تم اگر ہاں کر بھی نہیں کمر میں اتنی خود غرض
نہیں ہوں۔ اپنی بہن کے خوابوں پر اپنا کمر قیصر

کر رہے۔ تم میرا دل سناؤ میں جتنا۔"
سامنے بڑے ہوئے ٹھنڈے دروازوں اور۔۔۔
رات آتی اور اس سے کہتے تھے۔ وہ کسی ہوس
سکھانے والی اپنی شخصیت اتنا ادا کرتے۔ وہ
ایسا شخص ہے جسے منانیں اور سنا۔ وہ اس کا
اور کھانے کا مزرور وار جس کی اسے ملے۔
اور حوتہ بنا یہ۔ ہے جسے تہا پہنہ لگاتے اور
ن اور کے لیے مجھے بھی تو چھوڑ رکھا ہے۔
فریحت۔ "میرے۔" اس کا سر
تھپتھپا۔ فریحت کے آنسو رخساروں پر بہہ پڑے۔
اس کی بہن تھی کھنکھناتی اور وہ کیا سمجھتی رہی۔ میرے
اسے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
اپنی اسے اس کا انکار تھا۔ بھگوا دیا۔
انکے دن دن پر یہ اب اس سے انکار کر دو
پوچھ رہا تھا۔
"تھارے درمیان یہ رشتہ ہے ایوب پر۔
اسے ہی سلامت رہنے میں کسی اور خواہے۔
مجھے کوئی اور رشتہ قبول نہیں اور میں کسی ایک شخص
کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی جو ایسی مفت کا۔
ہو جو دوسروں کو جہنم کرنے کیلئے کسی اور کے پ
مجھے بھی چھوڑا جاسکتا ہے۔"
"بھئی۔"
"ایوب بھائی اس سلسلے کو ادھر ہی ختم دین
بھرت ہو گا۔ میری بہن میں کوئی خالی نہیں۔"
"آپنی اس امر امتد۔" کسی کی عدالت میں سے
کی ضرورت نہیں ہے۔" فریحت اس کے ماننے
پہنچی۔ "میں سر نہیں جاؤں گی یہ بندوں کا ہی فیہ
تھا۔" اس کا لہجہ بھرا ہوا تھا رخساروں پر آنسو بہ
رہے تھے۔ فریحت نے چونک کر اسے دیکھا تھا جو پہلے
گردا پس جا رہی تھی۔
"یہ فریحت تھی؟" ایوب پوچھ رہا تھا۔
"ہاں۔ ایک بات پوچھوں ایوب بھائی؟"

۔۔۔۔۔
"یہ ہے۔" "میرے لیے انکار کیوں۔" وہ تھوہ زیدو
روئے اسٹور اور خوش مزاج ہے۔"
"ایوب بھائی۔" "میرے۔" آواز اجڑی اور پھر
۔۔۔۔۔ "ایوب بھائی۔" اس نے بھی دھیرے سے ریسیور
کھول دیا۔
اپنی اس کے انکار کا انسوئی تھا ایک نہ سمجھا
دوسری کسی اس سے نام افس نہیں۔ غیر معمولی
ناموشی نے کھر کو اپنے دھار میں لے رکھا تھا۔
سا۔ وہ بھی آج کل کم آ رہی تھی اس کے کزن کی
شادی تھی اور خنڈنی آجیں بھر کر وہ اس شادی میں
شریک ہوتی تھی۔
سارے کزن کی چھٹی شادی۔
میں رہتی پچھلے
اور جہنم اسے کھلی دن تھی۔ بہت نسواں مد
خدا۔ اور وہ دند ان کے کھر دیکھ لیا تھا۔
جا۔ یہ بھائی نے ادھر آنا بالکل بند کر دیا تھا۔
ان کے آئے ہوئے دونوں رشتوں کے لیے انکار
ہو رہا تھا۔ اپنی ابو نے بھی مطلق پر انہیں کی تھی۔
ان کے بیٹے ان پر بھاری نہیں تھے اب وہ خوب
دیکھ بھال کر بھولانے والی تھیں۔ اب تو فریحت کا بھی
رشتہ احمد خاں تھا۔
لیکن ایک بھڑوسا ہوا۔ اس روز تائی ائی اور تاپا
انہ پانی بھر اور بیٹے کے ساتھ آگئے۔ ساتھ میں
منو کی کے وہ نہ کرنے تھے آتے ہی انہوں نے
رقیہ خاتون کو سینے سے لگالیا اور اپنا تاپا ابو کے گلے
لگ گئے۔
"ہوتا ہی ہے جو قسمت میں رقم ہوتا ہے کھر
بچوں کو شرمندہ و ضرور ذکر دانا ہوتا ہے۔"
"سب ذرا کچھ روم میں بیٹھ گئے۔"
"نہم لوگ رشتہ تو نئے سے پہلے ہی جوڑنے
آگئے ہیں۔"

اس خوشی سے سب پر شادی مہر طاری
کر دی۔ تائی ائی نے انکو تہنہ سب کا۔۔۔۔۔
اور سب کو یقین آ گیا۔
"نہم شادی کی تاریخ لینے آئے ہیں۔ ایوب
جانے سے پہلے شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ دینے
دینے کا انتظام ہو سکے۔"
فریحت نے چپکے سے جا کر فریحت کو گلے لگالیا۔
"مبارک ہو۔"
فریحت نے ہنکے ہوئے مڑکان سے اسے دیکھا۔
"میں محبت رائیگاں نہیں جاتی۔"
"کھر کا دتی ہاں۔ تو کیا تھا سب کے چہروں کی
ردنق لوٹ آئی تھی۔ تین ماہ بعد فریحت کی شادی طے
ہوئی تھی۔
اپنی کو یہ اقلق تھا کہ بھڑ خالی ہاتھ بیٹھی تھی۔ تاہم
بالا بالا وہ رشتے دیکھ رہی تھیں۔ کہیں تو بات ہی
جانیے۔
بھی ایک اور بھڑو ہو گیا۔
شادی کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی تھیں
کافی سالوں بعد یہ شادی ہو رہی تھی۔ جہیز کے
ساتھ ساتھ اپنے کپڑوں کی خریداری بھی جاری تھی
فریحت بھی خوش تھی۔
اس پر بہت روپ آیا تھا۔
دیکھو والے دن بھڑ سارو نے ایک جیسے کپڑے
پائے تھے جس رنگ کا فرق تھا۔ بھڑ کا رائیگاں بلوکر تھا
پور سارو کا ہنک چوڑی دار باغنا۔ اور فنگ والی
نمیش کے ساتھ ساز سے تم گز کا پھٹا ہوا اوپنہ۔
دونوں ہی بے حد رنگ چوڑی اور لائٹ میک اپ
کے ساتھ بہت پیارنی لگ رہی تھیں۔
اسٹیج پر دھن دھن فریحت اور ایوب بھائی کے ساتھ
موبی بنواری تھیں۔ ایوب بھائی اور فریحت دونوں
کے چہرے پر بے مثال مسکراہٹ تھی۔
رضیہ خاتون اور سارو کی امی نگہت ساتھ ساتھ

بہنیں تھیں۔ ایک عورت نے ذوقی سے انداز میں منہ کے متعلق پوچھا اور شاید دلہا والوں کی طرف سے تھیں۔

اس وقت جینیہ غادرانی اور شبنم آنٹی سب کی نظریں اس پر تھیں اور سب کے دل ایک خیال پر رقصاں تھے۔

”معلوم نہیں کون ہے؟“ محبت آنٹی نے صفائی سے سنا کر دیا۔

”محبت۔“ رضیہ خاتون نے جھڑپ سے دیکھا۔

”تم سے ایک بات کہنی تھی۔“ ذوقی سرگوشی کی۔

”کیا؟“

”تم اپنی منبر کو مجھے دو۔“ جینیہ کے لیے۔

”کیا؟“ وہ حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔ اتنی

اپنا کمر مکن چاہتا ہوں تو دم بخود رہ گئیں۔

”جینیہ تمہارا دیکھا بھالا ہے خاور سے دوستی ہے۔ اچھی نوکری کر رہے ہیں۔ سبھا دو اسکو وارڈ کا ہے پھر ہم دونوں ایک دوسرے کو سالوں سے جانتے ہیں مگر جیسی بات ہوئی ہے۔“

رضیہ خاتون کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

”بہنوں کے رشتے ایسے ہلکے پاتے ہیں۔“

”تم اقرار کرنا شاید چاہتے ہو کہ ان کی خوشی دیدنی تھی۔“

”مگر ایک شرط پر۔“ انہوں نے شرارت سے دیکھا۔

”میرا بیٹا مگر داماد نہیں بنے گا۔“ محبت آنٹی نے بوجھت کہا۔

”ہاں۔“ انہوں نے ہلکا کر سر ہلایا۔

اور پھر وہ ہنسنے لگیں۔

”ہاں بولو کیا؟“ محبت آنٹی نے رومال سے

آنکھوں کے گوشوں کو صاف کیا۔

”اپنی سارہ میرے خاور کے لیے دو۔“

”بہنوں نے دیر سے محبت کے ہاتھ تھام لیے۔

”جو تک کر نہیں دینے لیں۔“

”میرا پسند ہے میں اس میں نہ ہارتا ہوں۔“

”خاور کر رہی تھی۔“ پھر یہی دیکھی ماما کی سب نے نہیں چاہتی کہ کوئی دوسری جینیہ جیسی آئے۔

”گھر وہاں ہو جائے۔“ ان کا لہجہ آبدیدہ تھا۔

”اگ۔“

”اتھ نہ کر۔“ دیر سے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

”تم نے جینیہ سے پوچھ لیا تھا؟“

”اور تم نے فوراً سے؟“ اور پھر وہ ہنسنے لگی۔

”میرا تمہارا۔“

”سارو دھڑا۔“ محبت نے اسے سے میرا ہاتھ تھام کر اپنی سارو کو ابھر بلایا۔

”پات پر بے ساختہ ہنس رہی تھیں۔“

”جی ائی۔“ مگر مگر کو دیکھتے ہوئے کہ۔

”مگر جیسی ہے؟“ اس نے جینیہ کے لیے مانگ لیا ہے۔

”جی۔“ وہ ان کے ساتھ رہ گئیں۔

”بڑی ہے کیا؟“

”جیسی سارو کی جیسے میری دوست ہے۔“ مگر

”مگر کیا؟“

”مگر مبارک ہو۔“ سب نے سارو کے لگ گئی۔

”میرا ایک دم سے لکھرا اور شرمانا۔“

”اے! سنو میرے گھر کا میری ائی کا یہ ہے۔“

”بھائیوں کا بہت خیال رکھنا۔“ کان میں سرگوشی۔

”جینیہ پر بھی پست ماما۔“

”بہنیں! وہ ہنسنے لگیں۔

”ایک خبر اور بھی تو سنو۔“ رضیہ خاتون مسکراتی ہوئی۔

”خوار نے اپنا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“

”میرا کمر تھام لیا تھا۔“